E-ISSN: 2706-8927
P-ISSN: 2706-8919
www.allstudyjournal.com
IJAAS 2020; 2(1): 327-328
Received: 12-11-2019
Accepted: 19-12-2019

Dr. Md Shamshad Akhtar
Associate Professor & Head, Department of Urdu, B.M.A. College, Baheri, Bihar, India

فطریِ تنقید

Dr. Md Shamshad Akhtar

Abstract خلاصہ۔

تنقید نگاری دوسری اصناف کے مقابلے میں زیادہ مشکل اور ذمہ داریوں بھرا عمل ہے،ادب کی تنقید چلتے پھرتے رواروی میں ہو ہی نہیں سکتی کیوں کہ ادیب اپنی تخلیق کے دوران احساس وادراک کی بلند ترین منزلوں پہ ہوتا ہے اور وہاں سے وہ زندگی کے اسرار و رموز کو سمجھتا ہے، پرکھتا ہے اور پھر فن پارے کی صورت پیش کرتا ہے،ادیب کی قوت متخیلہ اپنے آپ میں اسراریت سے پر ہوتی ہے کیوں کہ اس کی زندگی کے تمام تر تجربات،اس کے احساسات وجذبات کی وجہ بنتے ہیں اور سماجی زندگی میں ہر فرد کے منفرد تجربات ہوتے ہیں تو ظاہر ہے کہ محسوسات وجذ بات کی اقسام اور ڈگری میں بھی فرق ہوگا۔

Keywords مطلوبہ الفاظ۔: تنقید،جمالیات، مارکسزم، نفسیات، اصولِ نقد

Introduction تعارف۔

ادبی تنقید سے متعلق اب تک بے شمار نظریات آچکے ہیں اور ہنوز چلے آرہے ہیں ، تنقید کی مختلف شکلیں ، مختلف اصول اور ضابطے صرف الجھاو' ے کا سبب بن رہے ہیں،اصول نقد بنیادی طور پر فطری ہونا چاہیے ،ہاں !اسے برتنے کے لیے غیر جانبداری اور علمی صلاحیت شرط ہونی چاہیے، کیوں کہ بنیادی طور پر اچھی اور بری چیزوں میں تمیز کرتے ہوئے ان کی الگ الگ نشاندہی ہونی چاہیے نہ کہ جمالیاتی، غیر جمالیاتی، مارکسی،اشتراکی، نفسیاتی وغیرہ، کیوں کہ ہر شخص کی طرح ہی ہر ادیب کے بھی اپنے نظریات ہوتے ہیں اور بظاہر مماثل ہوتے ہوءے بھی وہ تمام انفرادی ہوتے ہیں،ادب کی تنقید فطری تقاضوں کے پیش نظر ہی ہونی چاہیے۔

تنقید ایک فطری عمل ہے، جیسا کہ تنقید کے معنٰی سے ظاہر ہے، یعنی عرفِ عام میں کھرے کھوٹے کی تمیز کہا جاسکتا ہے،اسی طرح تخلیق بھی فطری عمل ہے ہاں تخلیقی معیار میں اونچ پنچ ہو سکتی ہے اور وہ بھی تخیل کی بنیاد پر نہیں بلکہ پیشکش کی سطح پر، مثال کے طور پر اگر کوءی سنگ تراش کسی پتھر کی تراش خراش کرکے اسے فن کا نمونہ بنا کر پیش کرتا ہے تو اس فن کی تراش خراش میں خامی ہو سکتی ہے، لیکن اس کے خیال میں خامی ہر گز نہیں ہو سکتی کیوں کہ خیال آفاقی ہوتا ہے، ٹھیک اسی طرح اگر کوئی ادیب کسی فن پارے کی تخلیق کرتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کی تحریروں سے کہیں کلاسیکیت ظاہر ہوتی ہو تو کہیں جدیدیت کہیں اشتراکی رنگ حاوی نظر آتا ہو تو کہیں مارکسی نظریے کی جھلک ملتی ہو، لیکن یہ حقیقت ہے کہ تخیل محسوسات وجذبات کا نتیجہ ہوتا ہے اور اگر کوئی ادیب اپنے تخیل کو الفاظ کے جامے میں پیش کرتا ہے تو یقیناً وہ تخیل آفاقی ہوگا، ادب کے سلسلے میں ایک بات بڑے زور و شور کے ساتھ کہی جاتی ہے کہ ادیب اپنے جذبات و محسوسات بے جان چیزوں میں بھی ڈال دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ پھول مسکراتے ہیں، لہریں گنگناتی ہیں، دیواریں سنتی ہیں، ہوائیں سرگوشیاں کرتی ہیں، بقول ڈاکٹر وزیر آغا-

"ادب کے سلسلے میں دوسری بات یہ ہے کہ وہ کائنات کو ورق ورق کرنے کی بجائے اس کی جزو بندی کرتا ہے مگر یہ جزو بندی فلسفے کی طرح عقلی سطح پر نہیں بلکہ احساس کی سطح پر ہوتی ہے، وہ یہ کہ ادیب بے جان چیزوں کو ذی روح قرار دینے کی جھت کے تحت باہر کے مظاہر سے ایک تعلق خاطر قائم کرتا ہے، وہ بے جان اشیاء تک میں روح پھونک کر انہیں زندہ کر دیتا ہے، چنانچہ پتھر بولنے لگتے ہیں، چاند مسکراتا ہے، صحرا اسے اپنی جانب بلاتے ہیں حتیٰ کے کھڑکیاں، منڈیریں اور سڑکیں بھی ذی روح بن کر اس سے مکالمہ کرنے لگتی ہیں۔"

ادب میں دو چیزیں بیک وقت چلتی رہتی ہیں ایک تو ادیب کی قوت متخیلہ اور دوسری زبان، ان دونوں ہی کے تال میل کے نتیجے میں فن پارہ تخلیق کے مراحل طے کرتا ہے اسی لیے تنقیدی عمل کے دوران ہیت و ساختیات کے ساتھ زبان وبیان پر بھی بطور خاص توجہ ہونی

Corresponding Author:
Dr. Md Shamshad Akhtar
Associate Professor & Head, Department of Urdu, B.M.A. College, Baheri, Bihar, India

چاہیے، کیوں اکثر ہوتا یہ ہے کہ فن کی ہیت وساخت کے مقابلے زبان کہیں پس پشت چلی جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں تنقیدی عمل معیاری نہیں ہوگا۔

تخیل میں بسی دنیا کے کرداروں اور کرداروں کے حرکات وسکنات اور جذبات کے تناسب سے بھی زبان کا استعمال ہوتا ہے ویسی صورت میں تنقید نگار کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ وہ فن پارے کی زبان کی کمیوں اور غیر پختگی پر فیصلہ صادر کرنے سے پہلے، فن کار کے تخیل تک رسائی حاصل کرے اور اس کی دنیا میں اپنی موجودگی کو محسوس کرے اور یہ دیکھے کہ اس دنیا کے حالات وکرداروں کی مناسبت سے زبان ہے کہ نہیں، لیکن تمامتر احتیاطی تدابیر کے باوجود یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ تنقید کسی ادبی فن پارے کا مکمل احاطہ کرسکے، کیوں کہ فن کی تخلیقی دنیا اسرار ورموز سے پر ہے وہ یوں کہ ادب تخیل کا نتیجہ ہوتا ہے اور تخیل انسانی جذبات ومحسوسات کا آئینہ ہوتا ہے ایک ایسا آئینہ جس میں صرف فن کار ہی داخل ہو سکتا ہے، تخیل کے اس آئینے کی دنیا کے اسرار ورموز سے واقفیت صرف فن کار کو ہی ہوسکتی ہے، ناقد کے بس کی بات نہیں' کہ وہ اس دنیا کا تصور بھی من وعن کرسکے اور پھر یہیں سے شروعات ہوتی ہے جانبداری کی عصبیت کی یعنی اگر ہم بہ حیثیت ناقد پر اسراریت کو حل نہیں کرپاتے ہیں تو پھر فن پارے کو ٹکڑوں میں تقسیم کرکے الگ الگ حصوں میں دخیل ہوتے ہیں اور اپنی نفسیات کی تسکین محض کرتے ہیں۔

تنقید کی اہمیت وافادیت اور اس کے متوقع معیار کو سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ زندگی کے اسرار ورموز کو سمجھا جائے اور پھر یہ بھی ذہن نشیں کیا جائے کہ تنقید بھی اسی اسرار ورموز کا ایک حصہ ہے جس کا حصہ ادب ہے۔

Conclusion نتیجہ۔

- تنقید نگار کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے کیوں کہ وہ تنہا نہیں ہوتا بلکہ وہ ادب اور قاری کے درمیان ہی کھڑا ہوتا ہے، فن ،فنکار اور قاری کی درمیانی کڑی کی حیثیت سے تنقید نگار کی اہمیت اور ذمہ داری بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے اب دیکھنا یہ ہوگا کہ تنقید نگار اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کہاں تک کامیاب ہوتا ہے -

تنقید مناسب اور غیر مناسب کے درمیان خط فاصل کھینچتی ہے اور یہ عمل ایماندارانہ طریقے سے اسی وقت پایہ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے جب تنقید کے بنیادی اور فطری اصولوں کو ملحوظ رکھتے ہوءے اسے مکمل کیا جائے، کیوں کہ اگر تنقید کے بنیادی اور فطری اصولوں کی نفی کی جائے گی تو ظاہر ہے کہ تنقید عصبیت کا شکار ہوگی اور غیر جانبداری نہیں رہ پائے گی۔

The Study Objectives of مطالعہ کے مقاصد۔

تنقیدی نظریات کی دنیا بہت وسیع ہے اور سارے کے سارے نظریات اپنی جگہ جامع اور مستند ہیں لیکن ان سب کے باوجود ادبی تنقیدی کا ایک اصول ہونا چاہیے اس مضمون کا مقصد دراصل اسی کامن اصول کی نشاندہی کرنی ہے۔

Study and References مطالعہ وحوالہ جات۔

1. ا۔ جدید ادبی وتنقیدی نظریات، پروفیسر ظہور الدین۔ ادارہ فکر جدید، نئی دہلی ۲
2. ۲۔ تنقید اور اسلوبیاتی تنقید، پروفیسر مرزا خلیل احمد بیگ۔ ۲۰۰۰ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ
3. ۳۔ نئے تنقیدی مسائل ڈاکٹر سید اقبال احمد ۲۰۰۸ء ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی
4. ۴۔ اردو تنقید کی تاریخ۔ مسیح الزماں ۱۹۵۴ء اسرار کریمی پریس الہ آباد
5. ۵۔ متنی تنقید۔ خلیق انجم ۱۹۶۷ء ادارہ خرام پبلکشنز حوض قاضی، دہلی۔ ٦